سوال

(94) زوجہ کی موجودگی میں زوجہ کی علاتی بہن کی نواسی سے نکاح کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

زوجہ کی موجودگی میں زوجہ کی علاتی بہن کی نواسی (بنت البنت) کو نکاح کرنا اور ایسی دو عورت کا ایک مرد کے نکاح میں جمع ہونا شرعا صحیح و درست ہے یا نہیں ؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ : قرآن شریف کے اندر جن چودہ عورتوں کو نکاح کرنے کی حرمت مذکور ہے چونکہ یہ عورت زوجہ کی علاتی بہن کی نواسی ان میں سے نہیں ہے اس لئے زوجہ کے موجود ہونے کے باوجود اس کی علاتی بہن کی نواسی کو نکاح کرنا حرام نہیں ہے بلکہ صحیح و جائز ہے۔ آیا ان کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں ؟ اگر صحیح نہ ہو تو وہ لوگ من اعتقد الحرام الحلال لایکفر کے تحت میں داخل ہوں گے یا نہیں اس صورت موقومہ بالا میں قول فیصل اور تحقیقی مسئلہ کیا ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام اور ممنوع ہے ۔ آں حضرت ﷺ فرماتے ہیں : لاتجمع بین المراۃ وعمتھا وبین المراۃ وخالتھا متفق علیہ وفی روایۃ لابی داود : لا تنکح المراۃ الی عمتھا ولاالعمۃ علی بنت اخیھا والاالمرأۃ علی خالتھا والاالخالۃ علی بنت أختھا لا تنکح الکبری علی الصغری والاالصغری علی الکبری۔

قال النووی فی شرح مسلم : ہٰذا دَلیلٌ لِمَذاہِبِ الْعُلَماءِ کَافَّةً أنَّہ یحرم الْجَمْعُ بَیْنَ الْمرْأَةِ وَعَمَّتِہا وَبَیْنَہا وَبَیْنَ خالَتِہا سَواءٌ کَانتْ عَمَّةً وَخالَةً حَقیقةً وَہِیَ أُخْتُ الْأَبِ وَأُخْتُ الْأُمِّ أَوْ مَجازِیَّةً وَہِیَ أُخْتُ أَبِی الْأَبِ وَأَبِی الْجَدِّ وَإِنْ عَلا أَوْ أُخْتُ أُمِّ الْأُمِّ وَأُمِّ الْجَدَّةِ مِنْ جِہَتَیِ الْأُمِّ وَالْأَبِ وَإِنْ عَلَتْ فَکُلُّہُنَّ بِإِجْماعِ الْعُلَماءِ یحرم الْجَمْعُ بَیْنَہُما وَقالَتْ طائِفَةٌ مِنَ الْخَوارِجِ وَالشِّیعَةِ یَجُوزُ وَاحْتَجُّوا قالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ : أَجْمَعَ أَہْلُ الْعِلْمِ عَلَی الْقَوْلِ بِہِ وَلَیْسَ فِیہِ -بِحَمْدِ اللَّہِ- اخْتِلَافٌ، إلَّا أَنَّ بَعْضَ أَہْلِ الْبِدَعِ مِمَّنْ لَا تُعَدُّ مُخَالَفَتُہُ خِلَافًا، وَہُمْ الرَّافِضَةُ وَالْخَوَارِجُ، لَمْ یُحَرِّمُوا ذَلِکَ، وَلَمْ یَقُولُوا بِالسُّنَّةِ الثَّابِتَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّہِ - صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (المغنی لابن قدامۃ 522/9)

وکذا نقل الاجماع ابن عبدالبر وابن حزم والقرطبی والترمذی لکن استثنی ابن حزم عثمان البستی وہو أحد الفقہاء القدماء من أہل البصرۃ وقال الاستاذ ابو منصور : ثُمَّ لَا فَرْقَ بَیْنَ الْخَالَةِ وَالْعَمَّةِ، حَقِیقَةً أَوْ مَجَازًا، کَعَمَّاتِ آبَائِہَا وَخَالَاتِہِمْ، وَعَمَّاتِ أُمَّہَاتِہَا وَخَالَاتِہِنَّ، وَإِنْ عَلَتْ دَرَجَتُہُنَّ، مِنْ نَسَبٍ کَانَ ذَلِکَ أَوْ مِنْ رَضَاعٍ (المغنی : 523/9)

لَا یُعْتَبَرُ فِی الْإِجْمَاعِ وِفَاقُ الْقَدَرِیَّةِ 1، وَالْخَوَارِجِ 2، والرافضۃ وَہَکَذَا رَوَاہُ أَشْہَبُ 1 عَنْ مَالِکٍ، وَرَوَاہُ الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِیدِ 2 عَنِ الْأَوْزَاعِیِّ، وَرَوَاہُ أَبُو سُلَیْمَانَ الْجُوزَجَانِیُّ 3 عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ 4. وَحَکَاہُ أَبُو ثَوْرٍ 5 عَنْ أَئِمَّةِ الْحَدِیثِ (ارشاد الفحول : ص 80)

جس طرح قرآن کے حلال کوحلال جاننا اوراس کے حرام کوحرام یقین کرنا ضروری ہے اسی طرح حدیث صحیح کے حلال کوحلال اوراس کے حرام کوحرام یقین کرنا ضروری ہے کیوں کہ قرآن وحدیث صحیح اور اجماع کا مخالف ہے اورخوارج کی طرح اہل زیغ وہوا وبدع سے ہے اورجو حکم خوارج وروافض کا ہے وہی اس شخص کا بھی ہے۔ ومن المعلوم أن الأئمة قداختلفوفی تکفیر الخوارج والروافض واتفقوا علی تفسقھم و تضلیلھم وتبدیعھم وذھب الاکثرون الی عدم تکفیر الخوارج واختاروا التفصیل فی الروافض

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب النکاح

صفحہ نمبر 213

محدث فتویٰ